4 مئی 1962

از عدالت الاعظمیٰ

ریاست مدھیہ پردیش
بنام
یاکین الدین

(بی۔ پی۔ سنہا، چیف جسٹس، پی۔ بی۔ گجندراگڈکر، کے۔ این۔ وانچو، این۔ راجاگوپالا آئینگر اور ٹی۔ ایل۔ وینکٹارامااییر، جسٹسز)

مالکان حقوق کا خاتمہ۔ ریاست میں اس طرح کے حقوق کی منتقلی کا نتیجہ۔ مالک کی خواہش کے مطابق منتقلی۔ اگر ریاست کے خلاف قابل نفاذ ہے۔ مدھیہ پردیش مالکان حقوق کا خاتمہ (جاگیریں، محلات، الگ شدہ اراضیوں) ایکٹ، 1950 (ایم۔ پی 1 آف 1951)، دفعات 3، 4، 5، 6۔

مدھیہ پردیش ملکیتی حقوق (جاگیروں، محلوں، الگ شدہ اراضیوں) ایکٹ، 1950 کی دفعہ 4 (1) (اے) میں کہا گیا ہے کہ" جب کسی بھی علاقے کے بارے میں دفعہ 3 کے تحت نوٹیفکیشن گزٹ میں شائع کیا گیا ہے، تو کسی بھی معاہدے، گرانٹ یادستاویز یا کسی دوسرے قانون میں کچھ بھی شامل ہونے کے باوجود، فی الحال نافذ ہے، اور جیسا کہ اس ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے، اس کے نتائج جو اس کے بعد بیان کیے گئے ہیں... (الف) زمین (قابل کاشت یا بنجر)، گھاس کی زمین، جنگل، درختوں سمیت مالک یا کسی بھی ایسے شخص کو تمام حقوق، مالکانہ حقوق اور مفادات کی فراہمی کو یقینی بنانا...... ریاست کے مقاصد کے لیے ریاست کو ہر قسم کی ذمہ داریوں سے پاک کر دیا جائے گا۔ جواب دہندگان نے مالکان کے ساتھ معاہدوں اور گرانٹس کے ذریعے یہ حق حاصل کیا کہ وہ ٹینڈو کے پتے جمع کریں اور کچھ جاگیروں میں مہوا کے پتوں کے پھل اور پھول جمع کریں۔ ایکٹ کے نافذ ہونے اور دفعہ 8 کے تحت ضروری نوٹیفیکیشن جاری ہونے پر، ریاست نے

املاک پر قبضہ کرلیا اور جواب دہندگان کے دعوی کردہ حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ہائی کورٹ نے چھوٹا بھائی جیٹھا بھائی پٹیل اینڈ کو بنام ریاست مدھیہ پردیش، (1953) ایس سی آر 476 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے، جواب دہندگان کے دعویٰ کردہ حقوق کو ایکٹ سے متاثر نہیں کیا تھا۔ ریاست نے اپیل کی۔ جواب دہندگان کا مقدمہ یہ تھا کہ ان کے حقوق کو ایکٹ کے سیکشن 6(1) کے ذریعے محفوظ کیا گیا جو کہ درج ذیل تھا:-

"6(1) ذیلی دفعہ (2) کے علاوہ جائیداد میں کسی بھی حق کی منتقلی جو 16 مارچ 1950 کے بعد کسی بھی وقت مالک کے ذریعہ بنائے گئے اس ایکٹ کے تحت ریاست کو تفویض کی گئی ہے، تاریخ سے کالعدم ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ جواب دہندگان نے مالکان سے جو بھی حقوق حاصل کیے تھے وہ ریاست میں جائیدادوں کی منتقلی پر ایکٹ کی دفعہ 4(1)(اے) کے نفاذ سے متاثر نہیں ہوئے تھے۔ یہ کہنا درست نہیں تھا کہ ایکٹ کی دفعہ 6(1) نے ان حقوق کو بچایا۔ اس دفعہ میں حق کی منتقلی کے ان لین دین کا حوالہ دیا گیا تھا جو ریاست کے ذمہ دار تھے اور انہیں کالعدم قرار دے دیا تھا۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ 16 مارچ 1950 سے پہلے کی گئی منتقلی لازمی طور پر ریاست پر لازم ہے۔

اس ایکٹ کے مقصد کے لئے ریاست کی طرف سے جائیداد میں تمام مفادات کا حصول تھا جو مالک یا ثالث کے پاس تھا سوائے زمین کے اصل کاشتکاروں کے۔ ایکٹ کی دفعہ 5 کی شق (اے) سے (ایچ) تک سے پتہ چلتا ہے کہ اس ایکٹ کے ذریعہ کون سے مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے اور مدعا علیہ کے ذریعہ نافذ کیے جانے والے مفادات ان میں سے کوئی نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے حقوق کو ریاست کے خلاف نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

چھوٹا بھائی جیٹھا بھائی پٹیل اینڈ کو بنام ریاست مدھیہ پردیش، (1953) ایس سی آر 476 کو مسترد کر دیا گیا۔

شریمتی شانتا بائی بنام ریاست بمبئ ، (1959) ایس سی آر 265 اور مہادیو بنام ریاست بمبئ ، (1959) ضمنی 2 ایس سی آر 239، اطلاق)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : دیوانی اپیل نمبر 229 اور 281 تا 283 / 1961۔
کے ساتھ
سی۔اے۔نمبر 281 تا 283 آف 1961۔

مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 20 فروری 1958 کے فیصلے اور احکامات کے خلاف متفرق اپیلیں زیر نمبرات 500 اور 524 آف 1954 اور 419 آف 1955۔

آئی۔این۔شروف، اپیل کنندگان کے لئے۔

جواب دہندہ کی طرف سے ایس۔این۔کھیر ڈیکر، آر۔این۔سریواستوے، این۔کے۔کھیر ڈیکر اور گنپت رائے (سی اے نمبر 229/61 میں)۔

جواب دہندہ کے لئے جی۔سی۔ماتھر (سی اے نمبر 281/61 میں)۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل آف انڈیا ایچ۔این۔سانیال اور جی۔سی۔ماتھر (سی اے نمبر 282/61 میں)۔

جواب دہندہ کے لئے ڈبلیو۔ایس۔بارلنگے اور اے۔جی۔رتنا پارکھی (سی اے نمبر 283/61 میں)۔

4 مئی 1962ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

چیف جسٹس سنہا : ان اپیلوں میں قانون کا عام سوال جو یہ طے کرنے کے لیے پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبکدوش ہونے والے مالکان کی طرف سے جواب دہندگان کے حق میں دی گئی متعلقہ گرانٹس ان کو کوئی حق پہنچاتی ہیں، جو اپیل کنندہ کے خلاف نافذ کیا جا سکتا ہے، ریاست مدھیہ پردیش۔ مدھیہ پردیش ابالیشن آف پراپرائٹری رائٹس (جاگیروں، محلوں، الگ شدہ اراضیوں) ایکٹ، 1950 (مدھیہ پردیش ایکٹ 1 آف 1951) کے نافذ ہونے کے بعد جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جائے گا۔

ہر کیس کے حقائق کو کسی بھی تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ متنازعہ نہیں ہیں، اور کچھ بھی حقائق میں فرق پر منحصر نہیں ہوتا ہے۔ 1961 کے سول اپیل نمبر 229 میں مدعا علیہ نے رجسٹرڈ دستاویزات کی بنیاد پر بالاگھاٹ اور منڈلا ضلعوں کے 24 گاؤوں کو ایل اے سی کی تشہیر کے لیے گرانٹ حاصل کی، جس کی لیز 31 جولائی 1955 کو ختم ہو جائے گی۔ 1961 کی سول اپیل نمبر 281 میں، دو غیر رجسٹرڈ معاہدوں کی بنیاد پر، مدعا علیہ نے 31 جولائی، 1963 تک 37 گاؤوں میں ٹینڈو کے پتے جمع کرنے کا حق حاصل کیا۔ 1961 کی سول اپیل نمبر 282 میں، مدعا علیہ نے رجسٹرڈ معاہدوں کی بنیاد پر مالک سے اسی طرح کے حقوق حاصل کیے، جو سال 1962 کے آخر تک جاری رہے۔ 1961 کی سول اپیل نمبر 283 میں مدعا علیہ نے مالک سے مہوا کے درختوں کے پھل اور پھول جمع کرنے کا حق حاصل کیا، جو تین رجسٹرڈ لیزوں کی بنیاد پر 1969 تک پھیلا ہوا تھا۔

ایکٹ کے نافذ ہونے اور ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت ضروری نوٹیفکیشن جاری ہونے پر درخواست گزار ریاست مدھیہ پردیش نے مالکان کی متعلقہ جاگیروں پر مشتمل تمام گاؤوں کا قبضہ لے لیا، جو مدعا علیہان کے حق میں مذکورہ بالا متعدد مفادات کے عطیہ کنندہ تھے۔ ریاست نے ان حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو مدعا علیہان نے ان کے حق میں مذکورہ لین دین کی بنیاد پر دعوی کیا تھا۔

ہر معاملے میں، ہائی کورٹ چھوٹا بھائی جیٹھا بھائی، پٹیل اینڈ کو بنام ریاست مدھیہ پردیش ((1953) ایس سی آر 476) نے اس راحت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کرتا ہے۔ جواب دہندگان نے کہا کہ جواب دہندگان کے ذریعہ دعوی کیے گئے متعدد مفادات ایکٹ کے نافذ ہونے سے متاثر نہیں ہوئے ہیں۔ ہائی کورٹ نے ریاست کی طرف سے اٹھائے گئے اس استدلال کو قبول نہیں کیا کہ

اس ایکٹ کے نافذ ہونے کے نتیجے میں، ایکٹ کی دفعہ 4(1)(اے) کی دفعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تمام نخلستانوں میں تنازعہ کا موضوع ان تمام مفادات کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس عدالت کے مذکورہ فیصلے کے فورا بعد، اس عدالت نے شریمتی شانتا بائی بنام ریاست بمبئی ((1959) ایس سی آر 265) اور مہادیو بنام ریاست بمبئی (1959) ضمنی 2 ایس سی آر 339) کے معاملے کی دوبارہ جانچ کی۔

اس قانون کے حوالے سے اس عدالت کا سب سے پہلا فیصلہ چھوٹا بھائی جیٹھا بائی پیڈ اینڈ کو بنام ریاست مدھیہ پردیش ((1953) ایس سی آر 476)) اس معاملے میں میں تین ججوں پر مشتمل ڈویژن بنچ کا فیصلہ ہے۔ جو آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک پٹیشن تھی، درخواست گزاروں نے ان تاریخوں سے پہلے جاگیروں کے مالک کے ساتھ مختلف معاہدے اور معاہدے کیے تھے۔ اس قانون کے تحت ریاست کو دی گئی جاگیریں، جس کے تحت وہ تیندو کے پتوں کو توڑنے، جمع کرنے اور لے جانے اور کھیتی کرنے، کھیتی کرنے اور لاکھوں حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ساگوان اور لکڑی کو کاٹنے اور لے جانے کے حقدار تھے۔ درخواست گزاروں نے اس عدالت میں شکایت کی تھی کہ ریاست مدھیہ پردیش ان کے حقوق میں مداخلت کر رہی ہے اور اس طرح سبکدوش ہونے والے مالکان سے حاصل کیے گئے ہیں۔ اس عدالت نے معاہدوں کی تعمیر کے بارے میں کہا کہ یہ گرانٹس بنیادی طور پر ان درخواست گزاروں کے لائسنس ہیں جو نہ تو مالکان ہیں اور نہ ہی مالکان کے ذریعے مالکان کے مالکانہ حقوق میں کوئی دلچسپی رکھنے والے افراد ہیں اور نہ ہی ان کے مفادات ایکٹ کی دفعہ 3(1) میں اس کے معنی کے اندر ہیں۔ اس معاملے کے پیش نظر عدالت نے درخواست گزاروں کے حق میں رٹ منظور کی۔ فطری طور پر ہائی کورٹ نے اس عدالت کے اس فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے معاملوں کی اس کھیپ میں مدعاعلیہان کو مناسب راحت دی۔

شریمتی شانتا بائی بنام ریاست بمبئی (1959) ایس سی آر 265) کے معاملے میں اسی سوال کو اس عدالت کی آئینی بنچ نے دوبارہ پیش کیا۔ اس معاملے میں درخواست گزار نے ایک غیر رجسٹرڈ دستاویز کے ذریعے مالک سے اپنی جائیداد کے مخصوص جنگلات سے ہر قسم کی لکڑی لینے اور اس پر قبضہ کرنے کا حق حاصل کیا تھا۔ اس قانون کے نافذ العمل ہونے پر ریاستی حکام نے مالک کی گرانٹ کے تحت درخواست گزار کے حقوق میں مداخلت کی۔ درخواست گزار نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت کا رخ کیا اور ان حقوق میں ریاست کی مداخلت کی شکایت کی۔ اس عدالت نے کہا کہ اگر یہ گرانٹ زمین میں کسی ملکیتی مفاد کو

منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ غیر مؤثر ہوگی کیونکہ اس کا ثبوت رجسٹرڈ دستاویز سے نہیں ملتا ہے، اور ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت تمام ملکیتی مفادات ریاست کو حاصل ہیں۔ اگر یہ منافع کی گرانٹ ہوتی تو یہ غیر منقولہ جائیداد کی نوعیت کا حصہ ہوتی اور گرانٹ کے اندراج شدہ دستاویز کے بغیر مؤثر نہیں ہوتی۔ اگر دوسری طرف یہ محض ذاتی حقوق پیدا کرنے کا معاہدہ تھا تو درخواست گزار ریاستی عہدیداروں کی جانب سے کسی بھی کام کی شکایت نہیں کرسکتا تھا کیونکہ ریاست نے ٹھیکے پر قبضہ نہیں کیا تھا، جو درخواست گزار کی ملکیت رہا۔ ریاست اس معاہدے میں فریق نہ ہونے کی وجہ سے اس کی پابند نہیں ہوگی، اور متبادل طور پر، اگر ریاست معاہدے کی شرائط کی پابند تھی، تو درخواست گزار کا علاج معاہدے کے نفاذ کے لئے مقدمہ کے طور پر موجود تھا. لہٰذا یہ کہا گیا کہ اس معاملے میں کسی بنیادی حق کی خلاف ورزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مہادیو بنام ریاست بمبئی (1959) ضمنی 2 ایس سی آر 339) کے معاملے میں بھی اس ایکٹ کی دفعات پر غور کیا گیا۔ درخواست گزاروں نے اس قانون کے نافذ ہونے سے پہلے، باہر جانے والے مالکان سے گاؤں میں تیندو کے پتے اور دیگر جنگلاتی پیداوار جمع کرنے کا حق حاصل کیا تھا، جو مالکان کی جاگیروں کا حصہ تھے۔ کچھ معاہدے رجسٹرڈ تھے جبکہ دیگر نہیں تھے۔ ریاست نے ان گرانٹس کا احترام نہیں کیا اور ان جائیدادوں پر قبضہ کرنے کے بعد ان حقوق کو نیلام کرنے کے لئے رکھا، جب کہ انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت ریاست کو تفویض کیا تھا۔ اس کے بعد درخواست گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت جائیداد کے اپنے حقوق کی خلاف ورزی کی شکایت کرتے ہوئے اس عدالت کا رخ کیا۔ اس عدالت کی طرف سے یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ معاہدوں کے لئے رجسٹریشن کی ضرورت ہوتی ہے، اور رجسٹرڈ دستاویزات کی عدم موجودگی میں کوئی حقوق فراہم نہیں کیے جاسکتے ہیں، جو زمین میں کچھ دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ معاہدوں کے تحت درخواست گزاروں کو فراہم کردہ حقوق ملکیتی حقوق تھے جو ایکٹ کی دفعہ 3 اور 4 کی دفعات کے تحت ریاست کو تفویض کیے گئے تھے۔ متبادل کے طور پر، اگر معاہدوں سے پیدا ہونے والے مفادات ملکیت کے حقوق کے سلسلے میں نہیں تھے تو، یہ سمجھا جاتا تھا کہ ان مفادات میں ریاست دلچسپی نہیں رکھتی تھی، کیونکہ ریاست سبکدوش ہونے والے مالکان کی طرف سے کیے گئے معاہدوں کی پابند نہیں تھی۔

اس طرح ایسا لگتا ہے کہ اس عدالت کے بعد کے دو فیصلوں کے پیش نظر، ہائی کورٹ مدعا علیہان کو کوئی راحت دینے میں غلطی پر تھا۔ لیکن مدعا علیہان کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ تنازعہ کے کچھ پہلوؤں کو

پچھلے موقع پر عدالت کے علم میں نہیں لایا گیا تھا، اور مدعا علیہان ایکٹ کی دفعہ 6 کے فوائد کے حقدار تھے۔ یہ دلیل دی گئی تھی کہ مدعا علیہان کا حق محض لائسنس کی نوعیت میں نہیں ہے، بلکہ منافع کی نوعیت میں ہے، جو سیکشن 6 کی دفعات کے پیش نظر ان کے لئے محفوظ کیا گیا تھا۔

ہماری رائے میں مدعا علیہ کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراض میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت، ریاست کی طرف سے نوٹیفکیشن کی تاریخ سے، ایسی جائداد کے مالک یا مالک کے ذریعہ اس طرح کے مالکانہ حقوق میں دلچسپی رکھنے والے شخص میں جائیداد میں تمام مالکانہ حقوق ریاست کے مقاصد کے لئے ریاست کے پاس ہوں گے، جو ہر قسم کی ذمہ داریوں سے آزاد ہوں گے۔ اس طرح کی تبدیلی کے نتائج دفعہ 4 میں بیان کیے گئے ہیں، جو کئی شقوں اور ذیلی حصوں پر مشتمل ہے۔ دفعہ 4(1)(اے) ایکٹ کی متعلقہ شق ہے جو اس تنازعہ کو مکمل طور پر مدعا علیہان کے خلاف طے کرتی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ 'جب کسی علاقے کے بارے میں دفعہ 3 کے تحت نوٹیفکیشن گزٹ میں شائع کیا گیا ہے، تو کسی بھی معاہدے، گرانٹ یا دستاویز یا کسی دوسرے قانون میں کچھ بھی موجود ہونے کے باوجود، اور اس ایکٹ میں فراہم کردہ وسائل کو چھوڑ کر، اس کے نتائج جو اس کے بعد بیان کیے گئے ہیں... اس کے بعد، (الف) مالک یا کسی بھی ایسے شخص کو حقوق، مالکانہ حقوق اور مفادات حاصل ہیں جو ایسے علاقے میں مالک کے ذریعے اس طرح کے ملکیتی حقوق میں دلچسپی رکھتے ہیں جن میں زمین (قابل کاشت یا بنجر)، گھاس کی زمین، گھاس کی زمین، گھاس کی زمین، جنگل، درخت شامل ہیں... ریاست کے مقاصد کے لیے ریاست کو تفویض کیا جائے گا اور اسے تمام تر الزامات سے پاک کر دیا جائے گا۔ (ہم نے ان الفاظ کو خارج کر دیا ہے جو موجودہ اپیلوں کے مقاصد کے لیے ضروری نہیں ہیں)۔ دفعہ 4(1) کی شق (اے) کی شقوں کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مالک یا اس کے ذریعے سود کا دعویٰ کرنے والے شخص کو درختوں، جھاڑیوں، جنگلوں وغیرہ پر جو بھی حقوق حاصل تھے۔ ریاست میں جائداد کی منتقلی ختم ہوگئی۔

لیکن مدعا علیہان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ دفعہ 6(1) دفعہ 4(1)(اے) کے آپریشن سے ان کے حقوق کو بچاتا ہے، کیونکہ، یہ دلیل دی جاتی ہے کہ دفعہ 4(1)(اے) دفعہ 6(1) کی دفعات کے تابع ہے۔ دفعہ 6(1) درج ذیل ہے:

6(1)ذیلی دفعہ(2)کےعلاوہ 16مارچ 1950ء کے بعد کسی بھی وقت مالک کی جانب سے بنائے گئے اس ایکٹ کے تحت ریاست کو دیے گئے کسی بھی حق کی منتقلی کالعدم ہوگی۔

ہماری رائے میں، اس بحث میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ دفعہ 6 سے مراد کسی بھی حق کی منتقلی کے ان لین دین سے ہے جو ریاست کو کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ 16 مارچ 1950 سے پہلے کی گئی منتقلی ریاست پر لازم ہوگی۔ دفعہ 6(1) کے ذریعے جن تبادلوں کو کالعدم ہونے سے بچایا گیا ہے، انہیں ریاست کی طرف سے تسلیم کیا جاسکتا ہے جس کے لئے منتقلی کرنے والا ایکٹ کی دفعات کے مطابق کچھ معاوضے کا دعوی کرنے کا حقدار ہوسکتا ہے۔لیکن دفعہ 6اس مفاد کو ریاست کو تفویض ہونے سے نہیں بچاتی ہے کیونکہ دفعہ 3 کے تحت نوٹیفکیشن کے نتیجے میں، جسے دفعہ 4(1)(اے) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔اس ایکٹ کی اسکیم یہ ہے کہ اس میں ریاست کی جانب سے زمین کے کاشتکار کے علاوہ مالک یا کسی ثالث کی جائداد میں تمام مفادات کے حصول کا اہتمام کیا گیا ہے۔یہ کام وہ ریاست میں تمام مالکانہ حقوق تقسیم کرکے کرتا ہے، چاہے وہ کسی بھی درجے کا ہو، دفعہ 3 کے تحت نوٹیفکیشن جاری کرکے، اسے ریاست کے مقاصد کے لیے ریاست کو تفویض کرکے، ہر قسم کی ذمہ داریوں سے پاک ہو۔ دفعہ 4 میں ان حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو مذکورہ بالا جائیداد کی منتقلی پر ختم ہوجاتے ہیں۔مالک یا میرے دوسرے شخص کو اس کے ذریعے جو کچھ بچایا جاتا ہے وہ دفعہ 5کی شقوں میں بیان کیا گیا ہے۔(الف) سے (ایچ) تک، ایسی شرائط وضوابط پر جو ریاست کی طرف سے متعین کی جائیں۔لہٰذا کوئی بھی شخص جو کسی جائداد میں ملکیت کے مفاد کے سلسلے میں مالک کی حیثیت سے یا مالک کے ذریعے کچھ مفاد کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے دفعہ 5 کے اندر اپنا مفاد لانا ہوگا، کیونکہ جائیداد کی منتقلی کی تاریخ پر ڈپٹی کمشنر مقبوضہ زمینوں اور رہائش گاہوں کے علاوہ باقی تمام زمینوں کا چارج سنبھال لیتا ہے۔ اور دفعہ 3 کے تحت ریاست میں شامل تمام مفادات کے بارے میں۔اس طرح قبضہ حاصل کرنے پر، ریاست دفعہ 8اور اس کے بعد کے حصوں میں فراہم کردہ معاوضہ ادا کرنے کی ذمہ دار بن جاتی ہے۔جواب دہندگان یہ ظاہر کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں کہ ان کی دلچسپی دفعہ 5 کی مذکورہ بالا شقوں میں سے کسی کے تحت آتی ہے۔

جواب دہندگان کی جانب سے بہت زیادہ دلائل پیش کیے گئے جن میں لائسنس اور لائسنس کے درمیان فرق کو ظاہر کیا گیا۔لیکن، ہماری رائے میں، ان عمدہ امتیازات پر بحث کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ مدعا

علیہان کے حق میں سبکدوش ہونے والے مالکان کی طرف سے گرانٹ کی نوعیت جو بھی ہو، ان گرانٹس کا ریاست کے خلاف کوئی قانونی اثر نہیں تھا،سوائے اس کے کہ جہاں تک ریاست نے انہیں تسلیم کیا ہو۔لیکن ایکٹ کی دفعات اس بات میں کوئی شک نہیں چھوڑتی ہیں کہ مدعا علیہان کے ذریعہ دعوی کردہ حقوق کو ریاست کے خلاف نافذ نہیں کیا جاسکتا تھا، اگر معاملہ ان حقوق کا احترام کرنے کے لئے تیار نہیں تھا اور مدعا علیہان اوران کے عطیہ دہندگان کے مابین لین دین سے پیدا ہونے والے حقوق دفعہ 5 کی بچت کی شقوں میں سے کسی کے اندر نہیں آتے تھے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ ماننا ضروری ہے کہ یہ معاملے اس عدالت کے مذکورہ بالا فیصلوں کے مطابق ہیں، جنہوں نے چھوٹا بھائی جیتھا بھائی پٹیل اینڈ کو بنام ریاست مدھیہ پردیش ((1953) ایس سی آر 476) کے معاملے میں ابتدائی فیصلے کو نظر انداز کر دیا ہے۔اس کے مطابق اپیلوں کو اس عدالت میں سماعت کی فیس کے ساتھ پورے اخراجات کے ساتھ اجازت دی جاتی ہے۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 15:12
I am the author of this document